جناب مولانا محمد ولی رازی صاحب

جیومیٹری کے ماہر صحابی رضی اللہ عنہ

خلفائے راشدین میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جو مقام ہے، اس سے کون واقف نہیں؟ انہوں نے اپنے دور میں جو نئے ادارے قائم کئے، وہ بھی سب جانتے ہیں۔ مثلاً سب سے پہلے پولیس کا ادارہ آپؓ نے قائم کیا۔ سب سے پہلے سپریم کورٹ قائم کی اور حضرت زید بن ثابتؓ کو اسلام کا سب سے پہلا "مفتی اعظم" مقرر کیا، وغیرہ۔

اس کے علاوہ عہد فاروقیؓ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ وہ اپنے مفتوحہ علاقوں کے بارے میں بہت زیادہ باخبر رہتے تھے اور اپنے عاملین کی حالت پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ ان کا اصول یہ تھا کہ مسلمانوں پر حکومت کرنے والا صرف حاکم ہی نہ ہو، بلکہ خدا اور عوام کا محکوم ہو۔ اسی لئے وہ اپنے گورنروں کے تقرر میں بہت زیادہ چھان بین کرتے تھے اور چونکہ صاحب الہام بھی تھے۔ اس لئے جب تک کسی نام پر شرح صدر نہ ہوتا اس وقت تک اس کو کوئی عہدہ نہ دیتے تھے۔

اس تحریر میں آپ ایک ایسے انصاری صحابی کا ذکر پڑھیں گے، جو اپنے وقت کے مساحت ارض (GEOMETRY) کے سب سے بڑے ماہر تھے۔ ان کو بعض صلاحیتیں رب تعالیٰ نے ایسی عطا فرمائی تھیں، جو دوسرے صحابہ میں نظر نہیں آتیں۔ چنانچہ عراق اور کوفہ کی فتح کے بعد آپ چاہتے تھے کہ عراق میں جو نظام اس وقت خراج اور مال گزاری کا رائج ہے۔ اس میں بہت سی غیر مناسب تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں۔ آپ کا طریقہ یہ تھا کہ ہر مفتوحہ ملک کا انتظام وہاں کے قدیم رسم و رواج کے مطابق ضروری اصلاحات کر کے باقی رکھتے تھے۔ عراق میں اس نظام میں ایسی تبدیلیاں ہوگئی تھیں، جن کی اصلاح ضروری تھی۔

اس لئے آپ نے یہ طے کیا کہ عراق کی زمین کی پیائش کروائی جائے تا کہ خراج اور مال گزاری کی آمدنی کا صحیح تعین کیا جا سکے۔ چونکہ اس کام کے لئے دیانت و امانت کے علاوہ سب سے ضروری یہ تھا کہ یہ کام ایسے کسی شخص کو سونپا جائے جو حساب اور پیائش کے طریقوں سے اچھی طرح واقف ہو۔ ایسے شخص کی

تلاش مشکل تھی۔ چنانچہ آپؓ نے ایک مجلس شوریٰ قائم کی اور صحابہ کرامؓ سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ تمام صحابہؓ نے متفق ہوکر حضرت عثمان بن حنیفؓ کے بارے میں رائے دی اور کہا کہ "وہ اس سے بھی زیادہ اہم کام انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔"

چنانچہ فاروق اعظمؓ نے صحابہؓ کے متفقہ مشورے کے مطابق حضرت عثمان بن حنیفؓ کو اس عہدے پر فائز کیا اور چلتے وقت ان کو پیائش کے لئے ایک پیمانہ بنا کر دیا۔ (یعقوبی۔ج۔۲ص۔۱۷۴)

راقم عرض کرتا ہے کہ جیومیٹری کا علم تو بہت بعد میں وجود میں آیا ہے اور اب بھی زمین کی پیائش کا کوئی متفقہ پیمانہ سائنس دانوں کے پاس نہیں ہے۔ اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ زمین کوئی کپڑا تو ہے نہیں کہ اسے گز یا میٹر سے ناپا جاسکے۔ کسی بھی ملک کا رقبہ ہو۔ اس میں کٹاؤ بھی ہوتے ہیں۔ پہاڑ بھی اور دریا، نہریں وغیرہ بھی۔ چنانچہ سائنس دانوں نے اس علم کو مختلف قسموں میں تبدیل کر کے اس کے پیمانوں کا تعین کیا ہے اور اس تعین کے بعد بھی ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ تحقیق راقم نے انٹرنیٹ سے حاصل کی ہے۔

اس واقعے میں یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ فاروق اعظمؓ نے رقبے کی پیائش میں پہاڑوں کو مستثنیٰ کر دیا تھا۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ جو پیمانہ فاروق اعظمؓ نے حضرت عثمانؓ کو بنا کر دیا تھا۔ انہوں نے اسی پیمانے سے اس مشکل کام کو جس احتیاط اور جس خوبی سے انجام دیا۔ اس کے بارے میں امام ابو یوسفؒ جو فقہ حنفیہ کے مشہور امام ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے شاگرد ہیں، خود بھی بڑے مجتہد ہیں۔ انہوں نے کتاب الخراج میں حضرت عثمان بن حنیفؓ کے بارے میں یہ گواہی دی ہے۔

"عثمانؓ کو خراج میں پوری واقفیت تھی۔ اس بنا پر اس اہتمام کے ساتھ زمین کی پیائش کی جس طرح قیمتی کپڑا ناپا جاتا ہے۔"

اس پیائش میں پہاڑ، دریا اور صحرا کو چھوڑ کر صرف قابل زراعت زمین کو شامل کیا گیا۔ ممکن ہے یہ سوال پیدا ہو کہ اس پیائش کی غرض وغایت کیا تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ فاروق اعظمؓ لوگوں سے خراج کی وصولی میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی پر غیر ضروری خراج کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔ دوسری طرف اس سے یہ فائدہ تھا کہ اس ملک کی آمدنی کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جائے۔

حضرت عثمان بن حنیفؓ کو اس کام میں کئی مہینے لگے۔ جب یہ کام مکمل ہو گیا تو فاروق اعظمؓ نے انہیں

کوفہ کا "صاحب الخراج" یعنی کلکٹر مقرر کردیا۔ (ہماری اصطلاح میں کلکٹر کا عہدہ کوئی وقیع اور بڑا عہدہ نہیں سمجھا جاتا۔ اسلامی حکومت میں یہ عہدہ بہت بڑا اور اہم عہدہ ہوتا ہے)۔

استیعاب کے مصنف لکھتے ہیں کہ:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں زمین کی پیمائش، مال گزاری کی وصولی اور خراج کی تشخیص پر مامور کیا۔" (سیر الصحابہ ج۔۵ ص ۱۹۲ از استیعاب ج ۲۔)

اس پیمائش کا حاصل یہ تھا کہ عراق کی قابل زراعت زمین تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریب تھی۔ (ایک جریب پون بیگہ پختہ کے برابر ہوتا ہے)

مال گزاری اور جزیے کی تشخیص

اس عہدہ پر مامور ہونے کے بعد حضرت عثمان بن حنیفؓ نے جو تشخیص کی، اس کی تفصیل یہ ہے:

انگور	فی جریب	۱۰ درہم سالانہ
نخلستان	فی جریب	۸ درہم سالانہ
گنا	فی جریب	۶ درہم سالانہ
جَو	فی جریب	۲ درہم سالانہ

جزیئے کی تشخیص

امراء سے ۴۰ درہم سالانہ۔ متوسط طبقے سے ۴۲ سالانہ۔ غرباء سے ۱۲ درہم سالانہ۔ (یہ رقم حیرت انگیز حد تک کم ہے) جزیئے کی وصولی کا طریقہ یہ تھا کہ ذمیوں کے اہم رئیسوں کو جن کو دہقان کہتے تھے، ان کو لے کر عدالت میں جاتے اور حضرت عثمانؓ ان سے جزیہ وصول کرتے اور رسیدوں پر مہر لگاتے۔ چنانچہ ۵ لاکھ ذمیوں پر مہریں لگائیں۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خراج کی رقم دوسرے ہی سال آٹھ کروڑ سے دس کروڑ بیس ہزار درہم ہوگئی اور اس میں ہر سال ترقی ہوتی رہی۔ جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات سے تین چار سال پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"شاید تم نے زمین پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد دیا ہے۔" حضرت عثمانؓ نے اس پر جو جواب دیا وہ یہ ہے: میں نے آدھا چھوڑ دیا ہے، آپ چاہیں تو وہ بھی مل سکتا ہے"۔ مطلب یہ ہے کہ آمدنی اور زیادہ ہے۔ ان تمام احتیاطوں کے باوجود جب خراج روانہ ہوتا تو بصرہ اور کوفہ کے دس دس آدمی مدینہ جاتے اور حضرت عمرؓ کے سامنے شرعی قسم کھاتے کہ ذمیوں سے ایک پیسہ بھی جبراً وصول نہیں کیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے حاکم حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو حکم بھیجا کہ تم بصرہ میں کوفہ کے مطابق خراج مقرر کرو۔ ملک کی اس کثیر آمدنی میں کوفے کے ان حاکم کی تنخواہ کیا تھی؟ واضح کاتب عباسی لکھتے ہیں کہ:

عثمان رضی اللہ عنہ کو ۵ درہم یومیہ اور ایک تھیلی آٹا ملتا تھا۔ امام ابو یوسفؒ نے تصریح کی ہے کہ روزانہ ایک بکری کے تین حصے کئے جاتے تھے۔ ایک والی کوفہ کو، ایک قاضی کو اور ایک حصہ حضرت عثمانؓ کو۔ (حوالہ بالا از یعقوبی۔ ج ۲۔ ص۔ ۱۷۴) حضرت فاروق اعظمؓ کو بکری کے حصوں کا معلوم ہوا تو انہوں نے اس کو پسند نہیں کیا۔

قارئین! یہ مضمون ایک طرف تو اس زمانے کے خدوخال واضح کرتا ہے۔ دوسری طرف فاروق اعظمؓ کی بصیرت وعدالت کا گواہ ہے اور تیسری طرف حضرت عثمان بن حنیفؓ کی غیر معمولی صلاحیت دکھاتا ہے۔ ان تینوں رُخوں سے زیادہ یہ سبق دیتا ہے کہ مسلمانوں کی عزت اور خوش حالی کا راز عوام کی خیر خواہی اور خوف آخرت ہے۔

حضرت عثمانؓ خلافت فاروقی کے بعد خلافت عثمانی میں مدینہ منورہ آگئے اور حضرت علیؓ کے زمانے میں بصرہ کے حاکم مقرر کئے گئے۔

فتنے کی آندھی میں

حضرت عثمان بن حنیفؓ کو بصرہ میں امن وامان قائم کرنے کے راستے میں جو مشکلات تھیں، ان سے نمٹ رہے تھے کہ چند ماہ کے اندر اسلامی تاریخ کا وہ سب سے بڑا فتنہ شروع ہوگیا، جس نے عالم اسلام کو ہلا کے رکھ دیا تھا۔

ایک طرف حضرت علیؓ تھے اور دوسری طرف حضرت عائشہؓ تھیں۔ صحابہ کرامؓ کے لئے یہ فتنہ ایک عظیم آزمائش تھی۔ یہ طوفان بصرہ پہنچا تو حضرت عثمان بن حنیفؓ نے دو آدمی ان کے سرکردہ لوگوں سے مذاکرات کے لئے بھیجے۔ لیکن جواب نہایت مایوس کن ملا۔ سن کر آپ نے **انا للہ وانا الیہ راجعون** پڑھا اور فرمایا:

افسوس مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی۔ بصرہ کے حاکم کی حیثیت سے انہوں نے اس لشکر کی مزاحمت کی، جو بصرہ پر حملہ آور ہوا۔

لشکر میں شامل بعض صحابہ نے عشاء کی نماز کے لئے اسید بن عقاب کو امامت کے لئے آگے بڑھایا۔ اس زمانے میں امامت اور حکومت ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم تھے۔ آخر فوج کے آگے حضرت عثمان بن حنیفؓ ناکام ہوئے۔ ان کے قتل کا مشورہ ہوا۔ لیکن پھر قید کردیئے گئے۔ بلوائیوں نے ڈاڑھی، سر اور ابرو کے بال نوچ لیے۔ آخر حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کی سفارش سے قید سے رہائی ہوئی اور پہلے ربزہ اور پھر کوفہ میں قیام کیا۔ عبرت کے کیسے کیسے اسباق تاریخ نے محفوظ کئے ہیں

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔